مقالات

مسئلہ بداء

علم کلام کا ایک تشنۂ تحقیق جزئیہ

(از جناب مولانا عبداللہ العمادی)

ملا نہ سرو کو کچھ اپنی راستی کا صلہ
کلاہ کج جو نہ کرتا تو لالہ کیا کرتا

(۱)

بداء سے کیا مراد ہے؟ سید شریف جرجانی فرماتے ہیں۔

البداء ظھور الرای بعد ان لم یکن	بداء یہ ہے کہ پہلے ارادہ نہ تھا، رای نہ تھی، بعد کو یہ صورت ظاہر ہوئی۔
والبدائیۃ ھم الذین جوزوا البداء علی اللہ تعالیٰ	جو لوگ اللہ تعالیٰ سے بداء کو منسوب کرتے ہیں وہی "بدائیۃ" ہیں لہ

شرح مواقف میں ہے:-

فرقہ بدائیۃ | البدائیۃ جوزوا البداء	بدائیہ اللہ تعالیٰ پر بداء کو تجویز کرتے ہیں، تجویز کی

لہ - تعریفات: طبع ۱۳۱۸ - استانبول - ص ۲۹ -

علی اللہ تعالیٰ؛ ای جوّزوا ان یرید اللہ شیئًا ثم یبدو لہ ای یظھر علیہ مالم یکن ظاہرًا علیہ ویلزمہ ان لایکون الرب عالمًا بعواقب الامور[1]

صورت یہ قرار دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کوئی شی چاہتا ہے، پھر اُس خواہش کے خلاف کوئی مصلحت ظاہر ہوتی ہے، لہذا اس کو ترک کر دیتا ہے اس عقیدہ کے لوازم میں یہ ہے کہ پروردگار انجام کار سے لاعلم ہو[1]

علم کلام کا یہ جزئیہ بالکل ہی تشنۂ تحقیق ہے، آئیے تاریخ سے اس کی تشریح کرائیں۔

(۲)

مابعد شہد کربلا ہجرت نبوی کا چھیاسٹواں سال ہے، سیدنا حسین بن علی علیہما السلام دشت کربلا میں شہید ہو چکے ہیں، جوش انتقام نے عراق کو ایک شعلۂ جوالہ بنا رکھا ہے، یزید و آل یزید پر عام بیزاری مزید ہے، توابین کا تو خاتمہ ہو چکا ہے مگر تہ بہ تلا اب بھی برپا ہے اسی حالت میں قبیلۂ ثقیف کا ایک جوانمرد اٹھتا ہے اور سب کو بٹھا دیتا ہے، اس کی کنیت ابو اسحاق ہے، پہلے خارجی رہ چکا ہے۔ اس میں کامیابی موہوم نظر آئی تو اب زمرۂ طرفداران اہل بیت میں اپنے تئیں منسلک کرنا چاہتا ہے با ایں ہمہ شیعہ اس سے کھٹکتے رہتے ہیں کہ سیدنا حسنؑ مجتبےٰ کے عہد میں اس کی کاٹ پھانس دیکھ چکے ہیں، اب نہ جانے یہ کاٹنا کیا گل کھلائے، یہ فتنہ کیا قیامت ڈھائے۔

کانت الشیعۃ تنسبہ وتعیبہ لما کان منہ فی امر الحسن بن علی حین طعن فی ساباط وحمل الی ابیض المدائن[2]

سیدنا حسن بن علی علیہما السلام کے معاملہ میں جب کہ ساباط میں نیزہ مارا گیا اور مدائن کسریٰ کے قصر سفید میں اٹھا کر پہونچایا گیا اس شخص کی جو روش رہ چکی تھی اسی بنا پر شیعہ اس کو گالیاں دیتے اور اس پر طرح طرح کے عیب لگاتے تھے[2]۔

[1] شرح مواقف۔ طبع ۲۵ ۱۳ مطبعۂ سعادۃ۔ مصر۔ ج ۸ صفحہ ۳۸۸ [2] الکامل طبع ۱۳۰۱ ازہریہ مصر ج ۴ ص ۸۳

۳

خلافت ابن زبیر | دمشق میں یزید کا خاتمہ ہو چکا تھا، معاویہ بن یزید کے دن پورے ہو چکے تھے، سال بھر ہوئے مروان بھی مر چکا تھا اور عبد الملک کو چھوڑ گیا تھا کہ "مرج راہط" کے نتائج سے نفع اٹھائے، حجاز و یمن و مصر کے ساتھ عراق نے بھی عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت تسلیم کر لی تھی۔

اسی حالت میں یہ جوانمرد عراق آتا ہے، بیگانہ وار کوفہ کا رخ کرتا ہے، اور جاننا چاہتا ہے کہ آیا اُس کے لیے بھی کوئی میدان ہے؟ ہانی بن جبۃ الوداعی سے ملاقات ہوتی ہے جو اسے بتاتا ہے۔

روزن دیوار | اهل الكوفة على طاعة ابن الزبير، الا ان طائفة من الناس هم عدد اهلها لو كان لهم من يجمعهم على رأيهم اكل بهم الارض۔

کوفہ کے لوگ عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے مطیع ہیں البتہ ایک چھوٹا سا فریق اور ہے کہ ان سب میں یہی لوگ شمار و قطار میں لانے کے قابل ہیں کوئی انہیں سمیٹ کے یکجائے بنا دے تو انہیں کے سہارے تمام زمین کو کھا جائے

ہمارا جوانمرد یہ سن کے بے اختیار ہو جاتا ہے کہ :-

ذریعہ فتح یاب | انا ابو اسحاق۔ انا والله لهم ان اجمعهم على الحق والقى بهم ركبان الباطل، واهلك بهم كل جبار عنيد[1]

میں ہوں ابو اسحق، میں ہی ان کے لیے ہوں ان کو امر حق پر اکھٹا کرونگا، ان کے ذریعہ باطل پسندوں سے لڑوں گا۔ اور ہر ایک سرکش جبار کو ہلاک کروں گا[1]

[1] الکامل۔ ج ۴ ص ۹۳۔

رفتارِ روزگار نے یہ الفاظ حرف بحرف صحیح ثابت کیے، قاتلانِ حسین علیہ السلام سے اس کا انتقام نہایت خون ریز تھا۔

(۴)

فریب بمقابل فریب | انہیں معرکوں میں ایک مرتبہ ایک پرکالۂ آتش بھی گرفتار ہوا کہ سراقہ بن مرداس بارقی کے نام سے معروف عام تھا، قیدیوں کو عموماً قتل کی سزا دیجاتی تھی لیکن یہ تو بارقی تھا تلوار کی بجلی ایسے برق وش پر کیا گرتی، قتل کے لیے پیش ہوا تو کہنے لگا۔

فرشتہ نمائی | اصلح اللّٰہ الامیر احلف بااللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو، لقد رأیت الملائکۃ تقاتل معک علی الخیول البلق بین السّماء والارض

صاحب کو اللہ تعالیٰ صلاحیت کے ساتھ رکھے میں اُس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ آسمان و زمین کے درمیان ابلق گھوڑوں پر سوار تیری جانب سے لڑ رہے تھے

حکم ہوا:۔

اصعد المنبر فاعلم الناس۔ — منبر پر چڑھ کے اپنے مشاہدات سے لوگوں کو آگاہ کردے

عوام یہ باتیں سن کے قدرۃً خوش ہوے ہوں گے کہ اس لڑائی میں اللہ ہمارا مددگار ہے ہمارا زمانہ شناس جوانمرد اتنا سادہ دل نہ تھا کہ ان باتوں میں آجاتا، تاہم مصلحت مقتضی تھی کہ اس کو رہا کردیا جائے۔

(۵)

افشائے راز | یہ بجلی آزاد ہوکے بصرہ پہونچی اور مصعب کے لشکرگاہ سے یہ شرارے چھوڑے:۔

الا ابلغ ابا اسحاق انی		رأیت البلق دُھماً مُصمتات

(ابو اسحاق کو خبر دو کہ جو ابلق گھوڑے میں نے دیکھے تھے سچ کے ابلق نہ تھے وہ تو نرے کالے رنگ کے مشکی تھے)

أُرِيْ عَيْنَيَّ مَا لَمْ تَبْصُرَاهُ كِلَانَا عَارِفٌ بِالتُّرَّهَاتِ

(میں اپنی آنکھوں کو ایسی چیزیں دکھاتا ہوں جو دیکھی تک نہیں، ہم تم دونوں باطل شناس ہیں)

كفرتُ بوحيكم وجعلت نذرا عليَّ قتالكم حتى المماتِ [1]

(تم پر جو وحی آتی ہے میں اس کا منکر ہوں اس وحی کے منکر ہوں میں نے منت مان رکھی ہے اپنے اوپر لازم قرار دے لیا ہے کہ مرتے دم تک تم لوگوں سے لڑتا رہوں گا)۔

ادعائے نزول وحی آخری بیت سے کچھ محسوس ہوتا ہے کہ عوام میں چرچا تھا کہ ہمارے جوانمرد پر وحی نازل ہوتی ہے یہ سخن سازی ہی تھی یا اس میں واقعیت کا بھی کچھ شائبہ تھا؟

عربوں کی شاعری سے جو آگاہ ہیں آجکل کی عجمی خیال بندی پر اس کو قیاس نہیں کر سکتے اس کی تحقیق کے لیے بھی آپ کو تاریخ ہی کی عدالت میں رجوع کرنا پڑیگا۔

بیا کہ پردہ زروے خوش تو بر دارم

(۶)

عمارت وحی کی کرسی کوفہ میں طفیل بن جعدہ بن ہبیرہ کے دن بڑی تنگی و ترشی سے بسر ہو رہے تھے، نہ دولت مال حوادث کی تلوار سے نڈھال کہ مال ہی نہیں پھر کون پوچھتا ہے کمال۔

پڑوس میں ایک تیلی صاحب کی دکان پر ایک میلی کچیلی کرسی پڑی رہتی طفیل نے اُس کو اٹھا منگایا گھر میں صاف کرایا، لکڑی تیل پی چکی تھی نہایت روغندار نکلی، دربار میں جا کے اطلاع دی کہ:

ان فیہ اثرا من علیؓ اس کرسی میں علی علیہ السلام کی نشانی ہے۔

حکم ہوا:-

سبحان اللہ اخرتہ الی ھذا الوقت ابعثہ اللہ اللہ اب تک اس کی اطلاع نہ دی ابھی منگا۔

---

[1] الکامل صفحہ ۱۱۔

کرسی حاضر کی گئی، بارہ ہزار انعام ملا، اجتماع عام ہوا اور خطابت نے اپنی شان دکھائی۔

تابوت سکینہ کا نمونہ

لم یکن فی الامم الخالیۃ امر الا وھو کائن فی ھذہ الامۃ مثلہ وانہ کان فی بنی اسرائیل التابوت وان ھذا فینا مثل التابوت۔

گذشتہ قوموں کا کوئی ایسا امر نہیں کہ ویسا ہی اس امت میں شدنی نہ ہو، بنی اسرائیل میں تابوت سکینہ تھا، ہماری امت میں یہ کرسی اسی تابوت کے مماثل ہے۔

اللہ اکبر کے نعروں میں کرسی پر سے غلاف اتارا گیا اور اب اس کی عظمت مسلم ہوگئی۔

ابن زیاد سے حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے کے لیے جب لشکر چلا ہے تو ایک خچر پر آگے آگے یہ کرسی بھی ایک غلاف کے اندر تھی۔

فقتل اھل الشام مقتلۃ عظیمۃ فزادھم ذالک فتنۃ فارتفعوا حتی تعاطوا الکفر

لشکر نے شامیوں پر بڑا کشت وخون کیا، کامیابی نے فتنہ کو اور بڑھادیا، کرسی کے متعلق جو عقیدہ تھا اس سے بھی بڑھے، اور اس قدر بڑھے کہ کفر کرنے لگے۔

—— (۷) ——

چھوٹے نہ خلق کو مجھے کافر کہے بغیر ایسی موقع تھا جب اعشیٰ ہمدان کو کہنا پڑا:-

شھدت علیکم انکم سبائیۃ ۔۔۔ وانی بکم یا شرطۃ الشرک عارف

(تمہارے خلاف میں گواہی دیتا ہوں کہ تم سب ابن سباء یہودی کے فرقہ کے لوگ ہو، شرک کے پولس والو! میں واقف تم کو میں اچھی طرح جانتا ہوں)

فاقسم ما کرسیکم بسکینۃ ۔۔۔ وان کان قد لفت علیہ اللفائف

(قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہاری کرسی پر غلاف تو چڑھے ہوئے ہیں با ایں ہمہ وہ تابوت سکینہ نہیں ہے)

وأن ليس كالتابوت فينا وإن سعت شبام حواليه ونهد وخارف

(میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ اگرچہ اس کرسی کے ارد گرد شبام و نہد او رخارف دوڑتے رہتے ہیں، پھر بھی وہ تابوت سکینہ کے مانند نہیں)۔

وانی امرؤ احببت آل محمد وتابعت وحیا ضمنته المصاحف

(میں ایسا شخص ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے محبت رکھتا ہوں اور اسی وحی الٰہی کا تابع ہوں جو قرآن شریف میں ہے)۔

وبایعت عبد اللہ لما تتابعت علیہ قریش شمطها والغطارف

(اہل بیت سے محبت رکھتے ہوئے میں نے عبد اللہ بن الزبیرؓ سے بیعت کر لی اس لیے کہ قریش کے جتنے فرقے ہیں اور جس قدر سرداران قوم ہیں سب نے ان کی خلافت پر اتفاق کر لیا)۔

کرسی کے پجاری اس نظم کی تیسری بیت کی تشریح بھی سن لیجئے۔

خرجت شبام وشاکر و دوس اصحابه وقد جعلوا علیہ الحریر وکان اول من سدنه موسی الاشعری فعتب الناس علی موسی فترکه وسدنه حوشب البرسمی۔

شبام اور شاکر اور دوسرے سرداران قوم اس کرسی کی بزرگداشت کو نکلے، اس پر ریشمی غلاف چڑھا رکھا تھا، پہلے پہل موسیٰ اشعری اس کرسی کے خادم مقرر ہوئے لوگوں نے جب ملامت کی تو موسی نے یہ خدمت ترک کر دی پھر خدمت حوشب برسمی کے تفویض ہوئی

کرسی اور وحی کا پایہ چوتھی بیت کی نسبت "لیثی" کی شہادت پر غور کیجئے۔

ابلغ ابا اسحاق ان جئته انی بکرسیکم کافر

(ابو اسحاق کے پاس جانا تو یہ پیغام سنانا کہ تم لوگوں نے جو کرسی بنا رکھی ہے میں اس کا منکر ہوں)۔

ترو اشیاء حول اعوادہ　　وتحمل الوحی لہ شاکر
(تم دیکھو گے کہ کرسی کی لکڑیوں کے ارد گرد شیام پھر رہا ہے اور شاکر اس کے لیے حامل وحی کا کام کر رہا ہے)

محمرۃ اعینھم حو لہ　　کانھن الحامض الخائر
(کرسی کے گرد یہ لوگ کھڑے ہیں، آنکھیں لال لال ہیں، ایسا دکھائی دیتا ہے کہ بھینگے اور تنگ چشم ہیں)

فرقہ مختاریہ | یہ مختار بن ابی عبید ثقفی تھا جس کی کنیت ابو اسحاق تھی اور جس نے سیدنا حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے بڑا سخت انتقام لیا ہے، مسلمانوں کے بہتر فرقوں میں اس کا بھی ایک فرقہ ہے جسے "مختاریہ" کہتے ہیں۔

فرق الشیعہ | جرمن مستشرقوں کی نامور مجلس نے "نشریات اسلامیہ" کے سلسلہ میں استامبول کے مطبعۃ الدولہ (یعنی سرکاری مطبع) سے ۱۹۳۱ میں "کتاب فرق الشیعہ" شائع کی ہے جو سلسلہ نشریات کی چوتھی یادگار ہے، ڈاکٹر ھ ریتر اس کے ناشر ہیں، سید ہبتہ اللہ شہرستانی نے کہ علماء شیعۂ اہل بیت علیہم السلام میں ممتاز شہرت رکھتے ہیں، اشاعت کتاب میں امداد فرمائی ہے اور مستند مصنفات امامیہ اثنا عشریہ سے مصنف کے واقعات حیات یکجا کیے ہیں۔

علامۂ نوبختی | عہد خلافت عباسیہ میں خاندان نوبخت بہت ہی بختاور نکلا، یہ لوگ مجوسی تھے مسلمان ہو کے علم ہیئات میں شہرۂ آفاق ہوئے، حسن بن موسیٰ نوبختی اسی شیعی خاندان کے رکن رکین تھے جنہیں علماء شیعہ نہایت ثقہ مانتے ہیں اور اپنے علم کلام کا علامہ جانتے ہیں، شیخ حلی خلاصہ میں ان کو اپنا شیخ لکھتے ہیں۔ (ص ۲۱) ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی المتوفی ۴۶۱ کی کتاب الفہرست طبع کلکتہ ۸۵۳ میں کان امامیاً حسن الاعتقاد ثقۃ (وہ طریقۂ شیعہ امامیہ کے خوش اعتقاد ثقہ و قابل اعتماد بزرگ تھے) ان کی شان میں وارد ہے (ص ۹۸) شہید ثالث قاضی سید نور اللہ شوستری مجالس المومنین میں "از اکابر این طائفہ و عظمائے این سلالہ" ان کو قرار دیتے ہیں (طبع تبریز

ص۱۷۱ ؁ تاریخ فرق الشیعہ انھیں علامہ نوبختی کی کتاب ہے ۔

(۹)

اس کتاب میں مختار بن ابی عبید ثقفی اور اس کی جماعت کے اعتقادات دیکھنے کے قابل ہیں، فرماتے ہیں ۔

امام مہدی اور وصی	قالت ان محمد بن الحنفیۃ رحمۃ اللہ تعالی ھو الامام المھدی وھو وصی علی بن ابی طالب علیہ السلام	اس فرقہ کا قول ہے کہ محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ ہی امام مہدی آخر الزماں ہیں اور انہیں کو امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اپنا وصی مقرر فرمایا تھا
اہل بیت ان کے تابع ہیں	لیس لاحد من اھل بیتہ ان یخالفہ ولا یخرج عن امامتہ ولا یشھر سیفہ الا باذنہ	اہل بیت میں کسی کو حق نہیں کہ اُن کی مخالفت کر سکے نہ ان کی امامت سے کوئی سرتابی کر سکتا ہے اور نہ بدون ان کی اجازت کے تلوار کھینچ سکتا ہے ۔
حسن علیہ السلام محکوم تھے	وانما خرج الحسن بن علی الی معاویۃ محاربا لہ باذن محمد وادعہ وصالحہ باذنہ ۔	محمد بن حنفیہ ہی کی اجازت سے سیدنا حسن علیہ السلام معاویہ سے لڑنے کو نکلے تھے اور پھر اُنھیں کے حسب حکم مصالحت کی تھی ۔
حسین علیہ السلام بھی محکوم تھے	وان الحسین انما خرج لقتال یزید باذنہ	سیدنا حسین علیہ السلام بھی یزید سے لڑنے کی غرض سے محمد بن حنفیہ ہی کے حکم سے برآمد ہوئے تھے
ہلاکت و ضلالت	ولو خرجا بغیر اذنہ ھلکا وضلا ۔	حسنین علیہما السلام اگر محمد بن حنفیہ کی اجازت سے نہ نکلتے تو ہلاک و گمراہ ہو جاتے
کفر و شرک	وان من خالف محمد بن الحنفیہ کافر مشرک ۔	جس نے محمد بن حنفیہ کی مخالفت کی وہ کافر بھی ہے اور مشرک بھی ۔
اختیار بدست مختار	وان محمدا استعمل المختار بن ابی عبید علی العراقین بعد	شہادت حسین علیہ السلام کے بعد محمد بن حنفیہ نے مختار بن ابی عبید کو عراقین یعنے بصرہ و کوفہ کا والی

قتل الحسین وامرہ بالطلب بدم الحسین وثارہ وقتل قاتلیہ وطلبھم حیث کانوا۔

وکارفرما مقرر کر کے حکم دیا کہ شہید کربلا کے خون کا انتقام لیں، ان کے قاتلوں کو قتل کریں، اور جہاں کہیں ملیں انھیں ڈھونڈھ نکالیں۔

وسماہ کیسان لکیسہ ولما عرف من قیامہ ومذھبہ فیھم

مختار کی دانشمندی وکیاست کی بنا پر محمد بن حنفیہ نے "کیسان" کے خطاب سے اُن کو مخاطب کیا، جانتے تھے کہ وہ کتنے بڑے مستعد ہیں اور دشمنان خاندان نبوّت کے متعلق اُن کی روش کیا ہے۔

فرقہ مختاریہ فھم یسمون المختاریۃ ویدعون الکیسانیۃ[1]

اسی بنا پر یہ فرقہ مختاریہ کے نام سے موسوم اور کیسانیہ کے خطاب سے مشہور ہے[1]۔

(۱۰)

شہرستانی کی مِلل ونحل، ۱۸۴۶ء میں ریورنڈ کورتن نے ایڈٹ کی تھی جو ۱۹۲۳ء میں لیبزک سے شائع ہوئی، اس کا ایک مختصر اقتباس ملاحظہ ہو:۔

مختار پہلے خارجی تھا المختاریۃ اصحاب المختار بن عبید کان خارجیًا ثم صار زبیریًا ثم صار شیعیًا وکیسانیًا، قال بامامۃ محمد بن الحنفیۃ بعد علیؓ وقیل لابل بعد الحسن والحسینؓ وکان یدعو الناس الیہ ویظھر انہ من رجالہ ودعاتہ ویذکر علومًا مزخرفۃ ینوطھا بہ۔

مختار بن عبید کے فرقہ کا نام مختاریہ ہے، یہ شخص خارجی تھا، پھر عبداللہ بن زبیرؓ کا پیرو بنا، پھر شیعی ہو گیا اور شیعہ کیسانیہ کا عقیدہ اختیار کیا، علی علیہ السلام کے بعد محمد بن حنفیہ کو امام برحق مانا۔ مختار کے عقیدہ کی نسبت دو روایتیں ہیں، ایک روایت ہے کہ علی علیہ السلام کے بعد ان کے تیسرے فرزند محمد بن حنفیہ کی امامت کا معتقد تھا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ نہیں علی علیہ السلام کے بعد حسنین علیہم السلام کو اور ان کے

---

[1] فرق الشیعہ ص ۲۴۔

بعد محمد بن حنفیہ کو امام معصوم کہتا تھا، ان کی امامت کا داعی تھا ان کے لوگوں میں اپنے آپ کو جتاتا، ان کے داعیوں میں اپنے تئیں قرار دیتا کچھ مزخرف علوم کا تذکرہ کرتا کہ یہ محمد بن حنفیہ کے علوم ہیں ۔

امام کی تبری اپنے مقتدی سے — ولما وقف محمد بن الحنفیہ علی ذٰلک تبرأ منه و اظهر لاصحابه انه انما نمس علی الخلق ذٰلک لیتمشیٰ امره ویجتمع الناس علیه ۔	محمد بن حنفیہ واقف ہوئے تو انہوں نے مختار سے برات کی اور اپنے ساتھیوں کو آگاہ کر دیا کہ خلق اللہ کو مختار نے محض اس لیے فریب دیا ہے کہ اُس کا کام چل نکلے اور سب اُس پر اتفاق کریں۔
کامیابی کے اسباب — وانما انتظم له ما انتظم بامرین ۔	اس کو جتنی کامیابی ہوئی دو سبب سے ہوی
احدهما انتسابه الی محمد بن الحنفیة علماً ودعوةً ۔	ایک سبب تو یہ تھا کہ وہ اپنے آپ کو محمد ابن الحنفیہ سے منسوب کرتا تھا کہ میں اُن کے علم کا حامل اور ان کی امامت کا داعی ہوں ۔
والثانی قیامه بثار الحسین علیه السلام و اشتغاله لیلاً و نهاراً بقتل الظلمة الذین اجتمعوا علیٰ قتل الحسین	اور دوسرا سبب یہ ہوا کہ وہ حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے کے لیے کھڑا ہوا اور شب و روز ان ظالموں کو سزا دینے میں سرگرم رہا جو حسین علیہ السلام کے قتل پر مجتمع ہوئے تھے ۔
مختار کا مذہب — فمن مذهب المختار انه یجوز البداء علی الله تعالی	مختار کے مذہب کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ پر "بدا" کی تجویز کرتا ہے ۔
والبداء له معانٍ ۔	"بدا" کے کئی معنی ہیں ۔

[بدا فی العلم] البدا فی العلم	ایک تو وہ بدا ہے جو علم میں ہو۔
وھو ان یظھر لہ خلاف ما علم۔	"بدا فی العلم" یہ ہے کہ پہلے جو معلوم ہوا تھا اب اسکے خلاف ظاہر ہوا
ولا اظن عاقلا یعتقد ھذا	یہ بات میرے گمان میں بھی نہیں آتی کہ کوئی عقلمند ایسا عقیدہ
الاعتقاد۔	رکھتا ہو۔
[بدا فی الارادہ] والبدا فی الارادۃ۔	دوسرا وہ "بدا" ہے جو ارادہ میں ہو۔
وھو ان یظھر لہ صواب علی خلاف	"بدا فی الارادۃ" یہ ہے کہ پہلے جو ارادہ اور فیصلہ
ما اراد وحکم۔	کیا تھا اب اس کا مخالف پہلو درست نکلے۔
[بدا فی الامر] والبدا فی الامر	تیسرا وہ "بدا" ہے جو امر (حکم) میں ہو
وھو ان یامر بشیء ثم یامر بعدہ	"بدا فی الامر" یہ ہے کہ کسی شے کی نسبت پہلے کوئی حکم
بخلاف ذلک۔	دیا تھا، پھر اس کے مخالف کوئی حکم دیں۔
[منہ سے بچاؤ پر نالے کے نیچے] ومن لم یجوز النسخ	کلام اللہ میں جو ناسخ و منسوخ کو ناجائز قرار دیتے
ظن ان الاوامر المختلفۃ فی الاوقات	وہ یہی گمان کرتے ہیں کہ مختلف اوقات میں مختلف احکام
المختلفۃ متناسخۃ۔	ہوتے ہیں ان میں سے ہر ایک دوسرے کو مٹا ڈالتا ہے
[راز درون پردہ] وانما سار المختار الی	بدا کا عقیدہ اختیار کرنے کی علت یہ تھی کہ مختار کو
اختیار القول بالبدا لانہ کان یدعی	دعویٰ تھا کہ جو حالات اس وقت پیش آرہے ہیں
علم ما یحدث من الاحوال۔	آیندہ چل کر پیش آنے والے ہیں مجھے ان سب کا علم ہے
اما بوحی یوحی الیہ۔	یہ علم یا تو وحی الٰہی کے ذریعے سے ہے جو مجھ پر نازل ہوتی ہے
واما برسالۃ من قبل الامام۔	یا امام کے پیغام سے یہ علم حاصل ہوا ہے۔
فکان اذا وعد اصحابہ بکون شیء	اپنے ساتھیوں سے جب کسی شے کے ہونے یا کوئی حادثہ

وحدوث حادثة فان وافق كونه قوله جعله دليلاً على صدق دعواه۔ | پیش آنے کا وعدہ یا وعید کرتا تھا تو واقعات اگر اسی کے قول کے مطابق پیش آتے تو اپنے دعوے کے سچ ہونے کی دلیل قرار دیتا۔

وان لم يوافق [بدی کے مارے بدا کے سہارے] | لیکن اگر اس کے کہنے کے موافق نہ ہوتا تو کہتا تمہارے

قال: قد بدا لربكم۔ | پروردگار نے بدا کر لیا" یعنی پہلے جو کرنا چاہتا تھا جب ظاہر ہوا کہ وہ خلاف مصلحت تھا تو اس سے رجوع کر لیا۔ اور اس کے مخالف کام کیا جو مصلحت کے مطابق تھا۔

وكان لا يفرق بين النسخ والبدا۔ | یہ شخص نسخ اور بدا دونوں کو ایک کہتا تھا اور ان میں کوئی تفریق نہیں کرتا تھا۔

قال: اذا جاز النسخ في الاحكام جاز البداء في الاخبار[۱]۔ | اس کا قول تھا کہ احکام میں جب نسخ جائز ہے تو خبروں میں بدا بھی جائز ہے[۱]۔

یہ ہے بدا جس کی توضیح کے لیے آئندہ اشاعت کا انتظار فرمائیے۔

از جلوہ بیارام دے کایں ہمہ سامان
در حوصلۂ دیدہ بیکبار نگنجد

---

[۱] کتاب الملل والنحل ص ۱۰۹ - ۱۱۲